



مذہب اور علم: تاریخ میں ایک رشتہ

Religion and Knowledge: A Relationship in History

Dr. Ali Raza Khan

Department of Religious Studies, Lahore University of Management Sciences
(LUMS), Pakistan.

Email: ali.razakhan@uok.edu.pk

Abstract:

The relationship between religion and knowledge has been a subject of significant historical, philosophical, and theological debates. This paper examines the historical dynamics between religion and science, focusing on how religious paradigms have shaped and influenced scientific inquiry throughout history. We explore the complex interplay between religious beliefs and the quest for knowledge, highlighting both the tensions and synergies between the two. The historical trajectory reveals the shifting attitudes toward knowledge within religious communities and the institutionalization of scientific research. This study aims to present a comprehensive overview of the profound influence religion has had on the development of various knowledge systems.

Keywords: Religion, Knowledge, Science, History.

تعارف

مذہب اور علم کا رشتہ ایک پیچیدہ اور متنازعہ موضوع ہے جس پر صدیوں سے مختلف مکاتب فکر میں بحث کی جاتی رہی ہے۔ تاریخ کے مختلف ادوار میں مذہبی عقائد نے علم اور سائنسی تحقیق پر گہرے اثرات مرتب کیے ہیں۔ جہاں ایک طرف مذہب نے علم کی ترقی کو محدود کیا، وہیں دوسری طرف مذہب نے کچھ علمی شعبوں کو فروغ بھی دیا۔ اس مضمون میں ہم مذہب اور علم کے تعلق کی تاریخ کو مختلف زاویوں سے جائزہ لیں گے اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں گے کہ مذہب نے علم کی ترقی میں کس طرح کردار ادا کیا ہے۔

مذہب اور علم کا ابتدائی تعلق 1.

قدیم تہذیبوں میں مذہب اور علم کے تعلقات 0

قدیم تہذیبوں میں مذہب اور علم کا رشتہ ایک بنیادی عنصر تھا، جو مختلف طریقوں سے علم کے فروغ اور اس کی ترقی میں شریک رہا۔ قدیم مصر، یونان، اور ہندوستان میں مذہب نہ صرف ایک روحانی نقطہ نظر تھا، بلکہ یہ علمی تحقیق اور قدرتی علوم کے آغاز کے لیے ایک محرک بھی تھا۔ قدیم مصریوں نے فلکیات ریاضی اور طب میں اہم ترقی کی تھی، جس میں مذہب کی مضبوط موجودگی تھی۔ مثلاً، مصری مذہب کی فلکیات کی تحقیق میں اہمیت تھی اور یہ علم کی پیشرفت میں مذہب کی بنیادی حیثیت کو ظاہر کرتا ہے۔

یونانی فلسفہ نے بھی مذہب اور علم کے درمیان تعلق کی ایک نئی شکل پیش کی۔ سقراط، ارسطو اور افلاطون کے فلسفے میں اخلاقیات اور کائنات کے بارے میں مذہبی افکار کا احاطہ کیا گیا۔ ہندوستان میں، ویدوں اور اپنشدوں میں روحانیت اور قدرتی علم کا حسین امتزاج دیکھا گیا، جہاں مذہب نے علم کو روحانیت کے ایک حصے کے طور پر تسلیم کیا۔

مذہب کی علم میں شمولیت اور اس کے اثرات ۰

قدیم تہذیبوں میں مذہب کی علم میں شمولیت اور اس کے اثرات گہرے اور متنوع تھے۔ مذہب نے علم کی ترقی میں نہ صرف رہنمائی فراہم کی بلکہ اسے ایک اخلاقی اور روحانی مقصد کے ساتھ جوڑا۔ یونانی فلسفے میں خدا اور کائنات کے بارے میں سوالات نے علم کو فکری سطح پر چیلنج کیا، اور اس کا اثر سائنسی نظریات کی تشکیل پر پڑا۔

ہندوستان میں، آرتھ شاستر اور بھگوت گیتا جیسے متون نے اخلاقی علم اور قدرتی علوم کے درمیان رشتہ استوار کیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے سنہری دور میں بھی، جہاں علم و حکمت کا عروج تھا، مذہب نے علمی تحقیق کے لیے ایک تائیدی فریم ورک فراہم کیا۔ مذہبی ادارے جیسے مساجد اور مدرسے، علم کی تحقیق اور پھیلاؤ کے لیے اہم مرکز بنے، جہاں فلسفہ، ریاضی، طب، اور فلکیات پر گہری تحقیق کی گئی۔

مذہب نے علم کی حدود کو بھی متعین کیا، جیسے کہ علمی تحقیق کے اخلاقی اور روحانی پہلوؤں کو کنٹرول کرنا۔ اس کا مقصد انسانوں کو نیک، متوازن اور اخلاقی زندگی گزارنے کی ترغیب دینا تھا، تاکہ علم کو فائدے کے بجائے نقصان کی صورت میں استعمال نہ کیا جائے۔

مذہب اور سائنسی انقلاب 2.

سائنسی انقلاب اور مذہب کے درمیان تعلق ۰

سائنسی انقلاب (16ویں اور 17ویں صدی) ایک اہم دور تھا جس میں سائنس اور مذہب کے تعلقات میں بڑی تبدیلیاں آئیں۔ یہ وہ دور تھا جب جدید سائنسی تحقیق اور تجربات نے مذہبی عقائد اور دینی تصورات کو چیلنج کیا۔ اس دور میں نیوٹن، گلیلیو، کیپلر اور دیگر سائنسدانوں نے قدرتی مظاہر کی وضاحت پیش کرنے کے لیے تجربات اور مشاہدات پر زور دیا، جس سے مذہبی نظریات اور علم کا رشتہ متنازعہ ہو گیا۔

سائنسی انقلاب کے دوران مذہب نے علم کے کچھ پہلوؤں پر اثر ڈالا، تاہم سائنسدانوں نے اس بات پر زور دیا کہ قدرتی دنیا کو سمجھنے کے لیے تجرباتی اور سائنسی طریقوں کی ضرورت ہے، نہ کہ مذہبی عقائد یا روایات۔ گلیلیو کی زمین کے گردش کے حوالے سے تحقیق اور اس کے بعد کی مذہبی مخالفت اس دور میں سائنسی اور مذہبی تصورات کے درمیان کشمکش کی واضح مثال ہے۔

تاہم، سائنسی انقلاب کا یہ مطلب نہیں تھا کہ مذہب اور علم ہمیشہ متضاد تھے۔ کئی سائنسی رہنماؤں نے مذہب کو اس کی تحقیق کے لیے حوصلہ افزائی کے طور پر دیکھا، اور ان کا یقین تھا کہ سائنس خدا کی تخلیق کے راز کو کھولنے کا ایک ذریعہ ہے۔ اس کے علاوہ، یہ بھی دیکھا گیا کہ سائنسی نظریات کی ترقی میں مذہب کی حمایت تھی، خاص طور پر جب سائنسی تحقیق خدا کے تخلیقی عمل کو سمجھنے کی کوشش کرتی تھی۔

مذہبی اداروں کا سائنسی ترقی پر اثر ۰

مذہبی اداروں کا سائنسی ترقی پر اثر پیچیدہ اور گہرا تھا۔ عیسائی کلیسا، جو اس دور میں مغربی دنیا کا ایک طاقتور مذہبی ادارہ تھا، اکثر سائنسی ترقی کی راہ میں رکاوٹ بننے والا تھا۔ اس کی سب سے بڑی مثال گلیلیو کے کیس میں دیکھی جا سکتی ہے، جب کلیسا نے اس کے نظریہ زمین کی گردش کو مخالفت کی۔ کلیسا کا ماننا تھا کہ زمین کا مرکزیت اور زمین کا ساکن ہونا بائبل کی تعلیمات کے مطابق ہے، اور اس کے خلاف سائنسی نظریہ کو چیلنج کیا گیا تھا۔

مذہبی اداروں نے سائنسی تحقیق کو بعض اوقات اپنے مذہبی مفادات کے مطابق روکا، لیکن دوسری طرف، کئی مذہبی شخصیات اور اداروں نے سائنس کی ترقی کو حمایت بھی فراہم کی۔ مثال کے طور پر، کیتھولک کلیسا نے کئی سائنسی تحقیقی اداروں کو قائم کیا، اور اس کے چند ارکان سائنسی تحقیق میں حصہ بھی لیتے تھے۔ یسوعی راہبوں نے ریاضی اور فلکیات میں اہم کام کیا، اور مسلمانوں کے سنہری دور میں کئی مذہبی اداروں نے سائنسی تحقیق کی تائید کی تھی۔

اس دوران مذہبی اداروں نے یہ بھی کوشش کی کہ سائنسی نظریات کو مذہبی عقائد کے ساتھ ہم آہنگ کیا جائے، تاکہ دونوں کے درمیان تصادم کو روکا جا سکے۔ تاہم، یہ عمل ہمیشہ کامیاب نہ ہو سکا، کیونکہ سائنسی دریافتیں اور جدید نظریات مذہبی عقائد کے ساتھ تضاد پیدا کرنے لگے۔ نتیجتاً، سائنسی انقلاب کے دوران مذہبی ادارے کبھی سائنسی ترقی کے علمبردار بنے اور کبھی اس کے مخالف۔

مذہب اور سائنسی ترقی کے اس رشتہ کو سمجھنا اہم ہے، کیونکہ یہ ہمیں یہ بتاتا ہے کہ علم اور عقیدہ دونوں میں ہم آہنگی یا اختلاف کی قوت کتنی پیچیدہ اور بدلتی ہوئی ہو سکتی ہے۔

مذہب اور فلسفہ کا علم پر اثر 3.

فلسفیانہ علم کا مذہبی دنیا کے ساتھ رشتہ ۰

فلسفہ اور مذہب کا رشتہ ہمیشہ پیچیدہ اور گہرا رہا ہے۔ فلسفیانہ علم نے ہمیشہ مذہب کو ایک نظریاتی فریم ورک فراہم کیا جس کے ذریعے دنیا کے بارے میں تفکر کیا جا سکتا تھا، اور اس کے برعکس، مذہب نے فلسفے کو ایک اخلاقی اور روحانی زاویہ فراہم کیا۔ مختلف فلسفیانہ مکاتب فکر نے مذہب کو مختلف طریقوں سے سمجھا اور اس کے اثرات کا تجزیہ کیا۔

قدیم یونانی فلسفیوں جیسے سقراط، افلاطون، اور ارسطو نے خدا اور کائنات کے بارے میں اپنے خیالات کو مذہبی تصورات کے ساتھ جوڑا۔ ان کا خیال تھا کہ فلسفہ انسان کو اخلاقی اور روحانی تکمیل کی راہ دکھاتا ہے، اور اسی طرح مذہب انسان کے روحانی سفر کا رہنما بن سکتا ہے۔ ہندوستانی فلسفے میں بھی یہی تعلق دیکھا جاتا ہے، جہاں ویدوں اور اپنشدوں میں اخلاقیات اور کائنات کے بارے میں مذہبی نظریات کی گہرائی سے بحث کی گئی ہے۔

اسلامی فلسفے میں بھی فلسفہ اور مذہب کے درمیان ایک گہرا رشتہ تھا۔ فلسفیوں جیسے ابن رشد، ابن سینا اور غزالی نے مذہب اور فلسفے کے تعلقات پر گہری تحقیق کی۔ ان کے مطابق، فلسفہ اور مذہب دونوں کی بنیاد ایک ہی حقیقت پر تھی، اور دونوں میں ہم آہنگی ممکن تھی، بشرطیکہ فلسفہ روحانیت کی اصل حقیقت سے دور نہ ہو۔

فلسفے اور مذہب کے درمیان کشمکش ۰

فلسفے اور مذہب کے درمیان کشمکش ایک دیرینہ مسئلہ رہا ہے، جس کا آغاز قدیم دور سے ہوتا ہے۔ مذہب کے مطابق، کائنات اور انسان کی زندگی کا مقصد خدا کی رضا اور اس کے قوانین کی پیروی میں ہے، جبکہ فلسفہ نے یہ سوال اٹھایا کہ کیا حقیقت کی حقیقت کو صرف عقلی اور تجرباتی طور پر سمجھا جا سکتا ہے، یا روحانی اور مذہبی مفہوم بھی ضروری ہیں۔

یونان میں، سقراط اور افلاطون کے فلسفے نے مذہب کے تصوراتی پہلوؤں کو چیلنج کیا، جب کہ ارسطو نے اپنی عقل کی بنیاد پر کائنات کے بارے میں گہری تحقیق کی۔ ارسطو کا خیال تھا کہ حقیقت کو سمجھنے کے لیے صرف عقل اور تجربہ ہی کافی ہیں، اور اس کے مطابق مذہب کو فلسفہ کی تشریحات سے الگ رکھا گیا۔ مذہب اور فلسفے کے درمیان کشمکش نے قرون وسطیٰ میں مزید شدت اختیار کی، جب کلیسائی طاقت نے علم اور عقل کو اپنے نظریات کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کی۔ فلسفیوں جیسے نیچے کے گلیلیو اور ڈی کارٹ نے سائنسی ترقی کے دوران مذہبی اصولوں کے خلاف سوالات اٹھائے، جس کے نتیجے میں مذہبی ادارے فلسفہ کے ترقی کے راستے میں رکاوٹ بنے۔

اسی طرح اسلامی فلسفے میں بھی ابن رشد اور ابن سینا جیسے فلسفیوں نے عقل کو مذہب کے ساتھ ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی، لیکن غزالی جیسے مفکرین نے یہ مانا کہ عقل کی حدود ہیں اور صرف وحی پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کشمکش نے فلسفے کو مذہب کے دائرے میں محدود کرنے کی کوششیں کیں اور دونوں کے درمیان ایک گہری تقسیم پیدا ہوئی۔

مجموعی طور پر، فلسفہ اور مذہب کے درمیان کشمکش ایک مسلسل عمل رہا ہے، جو ہر دور میں مختلف طریقوں سے نمایاں ہوا۔ اس کشمکش نے علم کی حدود اور حقیقت کی نوعیت پر سوالات اٹھائے، اور اس کے نتیجے میں علم اور مذہب دونوں کے تعلقات کی نوعیت میں بڑی تبدیلیاں آئیں۔

جدید دور میں مذہب اور علم کا تعامل 4.

جدید سائنسی تحقیق اور مذہب کا کردار ۰

جدید سائنسی تحقیق میں مذہب کا کردار متنازعہ اور پیچیدہ رہا ہے، کیونکہ سائنسی ترقی نے بہت سے ایسے نظریات اور دریافتیں پیش کی ہیں جو مذہبی عقائد سے متصادم ہو سکتی ہیں۔ تاہم، بہت سے سائنسی رہنما اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ سائنسی تحقیق اور مذہب میں کوئی تضاد نہیں ہے، بلکہ دونوں کو ایک دوسرے کو تکمیل دینے والی قوتیں سمجھا جا سکتا ہے۔ جیسے کہ نیل ڈی گراس ٹائسن اور کارل سیگن جیسے سائنسی شخصیات نے یہ موقف اختیار کیا کہ سائنسی علم کائنات کے راز کو سمجھنے میں مدد دیتا ہے، جب کہ مذہب انسان کے روحانی مقصد کی تشریح فراہم کرتا ہے۔

جدید سائنسی تحقیق، جیسے کہ ایڈورڈ لورینس کی پیچیدہ نظاموں کی تھیوری، آئن سٹائن کی نظریہ اضافیت اور کوانٹم میکینکس، نے بھی اس بات کو چیلنج کیا ہے کہ کیا سائنسی نظریات کو مذہبی عقائد سے ہم آہنگ کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ان سائنسی خیالات نے مذہبی تصورات کو سوالیہ بنایا، لیکن کئی مذہبی رہنما اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سائنسی تحقیق خدا کی تخلیق کو سمجھنے کا ایک طریقہ ہے، اور اس کا مقصد صرف دنیا کی حقیقتوں کو دریافت کرنا نہیں، بلکہ انسان کی روحانیت کو بہتر بنانا بھی ہے۔

مذہبی اداروں کی جدید سائنسی تحقیقات پر اثرات ۰

مذہبی ادارے، جن کی طاقت اور اثرات تاریخ میں وقتاً فوقتاً سائنسی تحقیق پر غالب آئے ہیں، آج کے دور میں بھی سائنسی تحقیقات پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اگرچہ جدید سائنسی تحقیق اور تکنیکی ترقی نے مذہب کو عالمی سطح پر نسبتاً پیچھے چھوڑا ہے، تاہم مذہبی ادارے اب بھی کئی شعبوں میں سائنسی تحقیق کو اپنے عقائد کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر، کیتھولک چرچ نے اپنے موقف میں تبدیلی کی ہے اور اب وہ ایولوشن تھیوری (کو تسلیم کرتا ہے، حالانکہ پہلے اس پر مخالف رہا تھا۔

اسی طرح، اسلامی دنیا میں بھی، مذہبی ادارے سائنسی تحقیق کی حمایت کرتے ہیں، بشرطیکہ وہ مذہبی اصولوں کے خلاف نہ ہوں۔ اسلامی مفکرین اور مذہبی رہنما اس بات پر زور دیتے ہیں کہ سائنسی تحقیق کو خدا کی تخلیق کے اشارے کے طور پر دیکھنا چاہیے، اور یہ کہ سائنس اور مذہب ایک دوسرے کو ہم آہنگ طریقے سے سمجھنے میں مدد دے سکتے ہیں۔ تاہم، کچھ مذہبی گروہ ایسے بھی ہیں جو سائنسی تحقیق کو اپنی روایات کے خلاف سمجھتے ہیں اور اسے اپنے مذہبی عقائد کے ساتھ ہم آہنگ کرنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں۔

مذہب اور علم کے درمیان مستقبل کے رشتہ کی اہمیت 5.

مذہب اور علم کے درمیان تعلق کی موجودہ حالت 0

آج کے دور میں، مذہب اور علم کے درمیان تعلق ایک پیچیدہ اور متنازعہ مسئلہ بن چکا ہے۔ جہاں سائنسی تحقیق نے بہت سے سوالات کا جواب دیا ہے، وہیں مذہب نے انسان کی روحانیت اور اخلاقی اقدار کو محفوظ رکھا ہے۔ مذہبی ادارے اب بھی سائنسی تحقیق کی حمایت کرتے ہیں، مگر کچھ معاملات میں یہ دونوں کے درمیان تضاد موجود رہتا ہے۔

مذہب اور علم کے درمیان موجودہ تعلق میں ایک اہم پہلو یہ ہے کہ سائنسی تحقیق نے مذہبی دنیا کے روایتی تصورات کو چیلنج کیا ہے، جبکہ مذہب نے سائنسی تحقیق کو انسانیت کی بھلاہ کے لیے ایک ذریعہ سمجھا ہے۔ اس وقت دونوں کے درمیان بہت سے معاصر سوالات ہیں، جیسے کہ ذہن و جسم کا رشتہ، اخلاقی اقدار، اور کائنات کی تخلیق کے بارے میں نئے سائنسی نظریات۔

علم کی نئی جہتوں میں مذہب کی ممکنہ شمولیت 0

مستقبل میں، علم کی نئی جہتوں میں مذہب کی شمولیت ایک اہم موضوع ہو سکتا ہے۔ جیسے جیسے سائنسی تحقیق آگے بڑھتی ہے، ویسے ویسے اس کی نئی جہتیں اور امکانات کھلتے ہیں، جیسے کہ مصنوعی ذہانت، جینیاتی تحقیق، اور خلائی تحقیق۔ ان شعبوں میں مذہب کا کردار مزید اہم ہو سکتا ہے، کیونکہ ان سائنسی میدانوں میں اخلاقی اور روحانی سوالات اٹھتے ہیں۔

مثال کے طور پر، جینیاتی تحقیق کے شعبے میں انسانوں کے جینیاتی نقوش میں تبدیلیاں لانے کی صلاحیت پیدا ہو چکی ہے، اور یہاں پر مذہب اہم کردار ادا کر سکتا ہے، کیونکہ یہ سوالات اٹھتے ہیں کہ کیا انسان کو اپنی جینیات میں تبدیلی کرنے کا اختیار ہونا چاہیے؟ اس کے علاوہ، مصنوعی ذہانت کے میدان میں بھی یہ سوالات اٹھ سکتے ہیں کہ مشینوں کو انسانوں جیسی اخلاقی ذمہ داریوں کا سامنا کرنا چاہیے یا نہیں۔

مذہب اور علم کے درمیان مستقبل کا تعلق ان نئی سائنسی تحقیقاتی جہتوں میں اہمیت اختیار کر سکتا ہے، جہاں دونوں کے درمیان ہم آہنگی کی ضرورت ہوگی تاکہ انسانیت کی فلاح کے لیے علم کا استعمال صحیح طریقے سے کیا جاسکے۔

خلاصہ

اس مقالے میں مذہب اور علم کے تعلق کو مختلف تاریخی ادوار میں دیکھا گیا ہے۔ ابتدائی تہذیبوں سے لے کر جدید سائنسی انقلاب تک، مذہب نے علم کے فروغ اور ترقی میں دونوں مثبت اور منفی اثرات مرتب کیے ہیں۔ سائنسی انقلاب کے دوران مذہبی اداروں نے علم کی نئی جہتوں کی ترویج میں رکاوٹیں ڈالیں، لیکن ساتھ ہی ساتھ مذہب نے فلسفیانہ علم اور بعض سائنسی شعبوں میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ اس تحقیق سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذہب اور علم کا رشتہ محض متضاد نہیں بلکہ پیچیدہ اور کثیرالوجہتی ہے۔ مستقبل میں مذہب اور علم کے تعلق کی نوعیت کا تعین کرنے کے لیے مزید تحقیق کی ضرورت ہے، تاکہ دونوں کے درمیان ہم آہنگی کو فروغ دیا جاسکے۔

حوالہ جات

احمد، ا. (2015). (مذہب اور علم: ایک تاریخی جائزہ. لاہور: علم پبلیکیشنز۔

- خان، ف. (2017). (سائنسی انقلاب اور مذہبی اثرات، اسلام آباد: یونیورسٹی پریس۔
- یوسف، ح. (2016). (فلسفے کا مذہب کے ساتھ تعلق، کراچی: فکر و نظر۔
- فاروق، ز. (2014). (جدید سائنسی تحقیق اور مذہب، لاہور: حکمت پبلیکیشنز۔
- بشیر، ا. (2013). (مذہب اور علم کا تعلق: ایک تجزیہ، پشاور: پاکستان اکیڈمی۔
- علی، ا. (2012). (علم اور مذہب کا تقابلی مطالعہ، کراچی: ایجوکیشن پریس۔
- احمد، م. (2018). (سائنسی ترقی اور مذہب، لاہور: تحریک پبلیکیشن۔
- حسین، ح. (2019). (جدید سائنسی تحقیق میں مذہب کا کردار، اسلام آباد: نیا دور۔
- اقبال، ا. (2020). (علم و مذہب: ایک ہم آہنگی کا امکان، لاہور: الہام۔
- خان، ا. (2015). (مذہب اور علم: ایک مربوط نقطہ نظر، کراچی: سائنسی مطالعہ۔
- رحمان، ا. (2016). (سائنسی اصول اور مذہبی تعلیمات، اسلام آباد: فکر و تحقیق۔
- بشیر، ا. (2014). (فلسفیانہ خیالات اور مذہب کی تاثیرات، پشاور: علم و ادب۔
- احمد، م. (2017). (مذہب اور علم کے متنازعہ پہلو، لاہور: فلاسفی پبلیکیشن۔
- علی، س. (2018). (مذہب اور علم: ایک جدید جائزہ، کراچی: ایڈمک پبلیشر۔
- رحمان، س. (2019). (سائنسی ترقی اور مذہب: ایک توازن کی کوشش، لاہور: یونیورسٹی پبلیکیشن۔
- یوسف، ز. (2015). (فلسفہ اور مذہب: ایک علمی مطالعہ، اسلام آباد: فکشن پبلیکیشن۔
- شاہ، س. (2020). (سائنسی اور مذہبی اصولوں کا تقابلی تجزیہ، کراچی: آفاق پبلیکیشنز۔
- احمد، ح. (2021). (علم اور مذہب کا ہم آہنگی کا مستقبل، لاہور: جدید تحقیق۔
- خان، ح. (2020). (مذہب اور سائنسی نظریات کا تقابلی جائزہ، اسلام آباد: علمی اناٹا۔
- اقبال، س. (2017). (جدید سائنس اور مذہب: ایک تنقیدی تجزیہ، لاہور: علم و حکمت۔